جوابی مضمون

[یہ مضمون ایرانی سفارت خانہ کراچی کی طرف سے اس مضمون کے جواب میں وصول ہوا ہے جو ماہ اکتوبر ۶۳ء کے ترجمان القرآن میں جناب خلیل حامدی صاحب کے قلم سے "ایران میں دین اور لادینی کی کشمکش" کے عنوان سے شائع ہوا تھا ہم نے جس طرح خلیل حامدی صاحب کا مضمون ان صفحات میں درج کیا تھا، اسی طرح ہم ڈاکٹر محمد علی زرنگار صاحب وابستہ مطبوعاتی سفارتِ کبرائے شاہنشاہی ایران کا جوابی مقالہ بھی یہاں شائع کر رہے ہیں۔ اسلام کے رشتے سے ایرانی ہمارے اسی طرح بھائی ہیں جس طرح پاکستانی۔ اور مملکتِ ایران ہم کو اسی طرح عزیز ہے جس طرح مملکتِ پاکستان۔ ہمیں کسی مملکت کے بارے میں کوئی ایسی بات شائع کرنے سے خوشی نہیں ہوتی جو اس کے لیے بدنامی کی موجب ہو۔ خلیل حامدی صاحب کے مضمون کی اشاعت سے پہلے بھی ہم نے یہ اطمینان کر لیا تھا کہ اس میں جو معلومات درج کی گئی ہیں وہ سب ایران اور عراق کے معتمد علماء کے شائع شدہ مضامین سے ماخوذ ہیں۔ اب یہ جوابی مضمون بھی ہم اس لیے شائع کر رہے ہیں کہ یہ سفارت خانے کی طرف سے ایک ذمہ دارانہ بیان ہے۔ ادارہ]

تمام دنیا شاید ہے کہ ایران میں سیاسی اور اقتصادی ثبات موجود ہے۔ ملتِ ایران اپنے محبوب شاہنشاہ کے ظلِ عاطفت ان کی عاقلانہ راہنمائی اور قانونِ اساسی کے سایے میں دن دونی، رات چوگنی ترقی کر رہی ہے اور ملک میں ہر طرح سے امن و امان ہے۔ ایران میں جو آزادی ہے وہ دنیا کے مہذب اور ترقی یافتہ ممالک کی آزادی سے کسی طرح کم نہیں ہے اور ایران دینِ مبین کے اصولوں پر کاربند ہے۔ حامدی صاحب نے مقالے کے شروع میں جو کچھ لکھا ہے وہ تعصب، خودغرضی، عدم

واقفیت اور حقیقت سے چشم پوشی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل جوابات سے حقیقی واقعات کافی روشن ہو جائیں گے۔

۱۔ ایران کی موجودہ سیاسی اور اقتصادی حالت سابقہ حالت سے کہیں بہتر ہے اور ملتِ ایران بلا استثناء تمام اصلاحاتی اور عمرانی اور ترقیاتی منصوبوں میں ساعی و کوشاں ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ ترقیاتی منصوبوں سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ نہ کسی خاص طبقے کی ملکیت ہے اور نہ کسی ایک شخص کی، بلکہ ملتِ ایران اس کی مالک ہے اور وہ قوم کا سرمایہ ہے۔ قابل مصنف نے مقالہ تو لکھ مارا لیکن ان حضرت کو یہ بھی خبر نہیں کہ ریڈیو ایران کسی ایک شخص یا چند اشخاص کی ملکیت نہیں ہے بلکہ یہ ایک سرکاری ادارہ ہے جو عوام کے خیالات کو منعکس کرتا ہے

۲۔ تعجب ہے کہ ایران کی اخلاقی حالت کے بارے میں مصنف نے یا ان کے قول کے مطابق عراق اور ایران کے ان علماء نے جنہوں نے حامدی صاحب کو یہ اطلاعات پہنچائی ہیں کس طرح اندازہ لگایا۔ اگر واقعی ایران کے علماء بھی اس میں شریک ہیں تو ایرانی ہونے کی حیثیت سے وہ بھی ان اخلاقی پسماندگان کے زمرے میں شامل ہیں۔ ایک طرف تو ایران کے اخلاقی فقدان کا رونا ہے اور دوسری طرف دنیا بھر کی متمدن اور ترقی یافتہ قومیں اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ ایرانی مرد اور عورت حسنِ اخلاق اور دانائی کا مجسّم نمونہ ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ ان ہزاروں پاکستانی بھائیوں میں سے جو ہر سال مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے لیے یا سیاحت کے لیے یا تجارت یا کام کی تلاش میں ایران آتے جاتے رہتے ہیں چند اشخاص سے اہلِ ایران کی اخلاقی حالت اور پابندئ مذہب کے متعلق دریافت کر لیتے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہزاروں برس سے ایران میں اخلاق کا بنیادی اصول "گفتار نیک۔ پندار نیک۔ کردار نیک" رہا ہے۔

۳۔ ملتِ ایران فقیر و نادار نہیں ہے۔ بلکہ مادی اور معنوی ثروت کے لحاظ سے یہ ملت دوسری قوموں کے لیئے موجبِ رشک ہے۔ یہ ملت دیندار۔ شاہ پرست اور ترقی خواہ ہے اور کوئی طاقت اس کے پاک احساسات کو ملوث نہیں کر سکتی۔

۴- تجارت کے متعلق یہ ہے کہ تجارت کسی ایک شخص یا ایک گروہ کا اجارہ نہیں ہے۔ ایرانی تجار ملک کی تجارت کو فروغ دینے میں کوشاں ہیں۔ ان کو آزادیٔ عمل حاصل ہے۔ ایران کے تجارتی تعلقات تمام ممالک سے ہیں اور یہی حقیقت ایران کے اقتصادی رشد کا پتہ دیتی ہے۔ رہا سوال اسرائیل کا، تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایران نے سرکاری طور پر اسرائیل کو شناخت نہیں کیا ہے اور دونوں ملکوں کے درمیان سیاسی نمائندوں کا مبادلہ نہیں ہوا ہے۔

۵- یہ صحیح ہے کہ ایران میں علماء کو قومی رہنما اور مشاور کا درجہ حاصل ہے اور وہ قوم کے دوش بدوش زمانے کے اقتضا کے مطابق ترقی کی دوڑ میں شریک ہیں اور شاہنشاہ کی جاری کردہ اصلاحات میں قوم کی مدد کرتے ہیں۔ "قم" کا مقدس شہر اسلامی تعلیم کا مرکز ہے اور اس کی مذکورہ حیثیت میں کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے۔ شاہنشاہ، حکومت اور ملت اس مقدس مقام کا بہت زیادہ احترام کرتے ہیں۔

تازہ واقعات | ۱- جمادی الاول میں علم کا بینہ نے قانون انتخابات میں جو ترمیمات اور اصلاحات منظور کیں وہ دستور اساسی کے عین مطابق تھیں۔ شاہنشاہ کی جاری کردہ اصلاحات کو قوم کے ساٹھ لاکھ بالغ افراد نے منظور کر لیا تھا۔ قرآن مجید کے متعلق عرض ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے اور قرآن ہمیشہ قرآن ہی رہے گا۔

۲- عورتوں کے انتخابات اور حق رائے دہندگی کے بارے میں اتنا کہنا کافی ہوگا کہ قانونِ اساسی اور دینِ مبین اسلام میں مردوں اور عورتوں کے حقوق برابر ہیں۔ جب خداوند تعالیٰ کے سامنے مرد اور عورت مساوی ہیں تو شاہنشاہ نے عورتوں کو یہ حق دے کر کونسا گناہ کیا ہے۔

۳- قانون اساسی کی رو سے ایران میں اقلیت کے ہر فرقے کا ایک نمائندہ مجلس ملی میں لیا جاتا ہے۔ اس بارے میں بھی مصنف کی اطلاعات مکمل نہیں ہیں۔ اس قانون کی مخالفت نہ ہی علما کرتے ہیں اور نہ ہی سیاسی اور سماجی حلقوں میں اس کی مخالفت کی جاتی ہے بلکہ وہاں تو اس کی حمایت ہوتی ہے۔ قارئین کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ اب سے ۵۵ سال پہلے جب آزادی اور آئینی قانون سے متعلق تحریک شروع ہوئی تو علماء ہی پیش پیش تھے اور

قانونِ اساسی کی تدوین و تالیف میں ان کا بڑا ہاتھ تھا۔ یہ اتہام کہ بہت سے علماء قید میں ہیں غلط ہے۔ جب یہ بل پاس ہوا ہے تو آقای علم نے کسی کو قید نہیں کیا بلکہ قوم کو پہلے سے زیادہ آزادی عطا کردی۔ پاکستان میں بھی جو ایک اسلامی ملک ہے عورتوں کو اپنی قوم کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ ان کو ووٹ دینے کا ہی نہیں بلکہ انتخابات میں کھڑے ہونے کا حق بھی حاصل ہے۔ چنانچہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں عورتیں ممبر ہیں۔ پاکستان میں مخلوط انتخابات ہوتے ہیں اور ہر مذہب و ملّت کے لوگ مخلوط طریقے پر ووٹ دیتے ہیں۔ لیکن ایران میں ایسا نہیں ہوتا۔ اقلیت کا ہر فرقہ الگ الگ ووٹ دیتا ہے اور ان کا نمائندہ مجلس میں ہوتا ہے۔

شاہنشاہ کی مداخلت | افسوس کا مقام ہے کہ اس مقالے کے مصنف اور ان لوگوں نے جنہوں نے یہ اطلاعات مصنف کو بہم پہنچائی ہیں اپنی بے اطلاعی اور عدمِ واقفیت کا ثبوت دیا ہے۔ پارلیمنٹ کی عدم موجودگی میں آئین کے مطابق شاہنشاہ کو اختیار حاصل ہے کہ وہ قانونِ اساسی کا اجرا کریں۔ یہ حق ۵۵ سال پہلے اپنے قانون اساسی کے مطابق قوم نے اپنے ملک کے سربراہ کو دے دیا تھا اور ایران کے بادشاہ عدل و انصاف کے ساتھ جمہوریت کے اصولوں پر کاربند ہوتے ہوئے اپنے ملک کی کشتی کو طوفان انگیز سمندروں میں سے نکال کر نجات کے ساحل پر لاتے رہے ہیں اور ملتِ ایران جوان کی بے حد ممنون ہے ہمیشہ اپنے شاہنشاہ کے لیے جان و مال کی قربانی دینے پر آمادہ رہی ہے اور بارہا اس نے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔ جو لوگ ملک کی آزادی، ترقی اور سالمیت کے خلاف سر اٹھائیں یا فتویٰ دیں ملّتِ ایران ان کو اپنے میں سے نہیں سمجھتی۔

ردِّ عمل | مصنّف نے جو ردِّ عمل کی توضیح کی ہے صحیح نہیں ہے۔ ایرانی قوم کے افراد نے خواہ وہ ایران میں ہوں یا کسی غیر ملک میں شاہنشاہ کی چھ نکاتی اصلاحات کی حمایت کی ہے۔

ظلم و ستم | چند لوگوں کی طرف سے مخالفت اور مظاہرے اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ لوگوں کی اکثریت شاہنشاہ کی جاری کردہ اصلاحات کے مخالف ہے۔ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو گمراہ ہو جاتے ہیں اور غیر ملکیوں کے ہاتھ میں آلۂ کار بن جاتے ہیں۔ مصنف کا یہ کہنا کہ قم میں بہت سے

علما اور زعما کو قید کر رکھا ہے بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔

علما کی مخالفت | یہ بات مکرّر لکھنی پڑ رہی ہے کہ حامدی صاحب کی فراہم کردہ اطلاعات بالکل بے معنی اور سراسر جھوٹ ہیں۔ اور اگر دو چار آدمی مخالفت بھی ہوں تو ان کو تمام علماء کے نام سے مخاطب نہیں کیا جا سکتا۔ آیا حامدی صاحب کو معلوم ہے کہ ایران میں علماء کی تعداد تیس ہزار سے زائد ہے۔ اور یہ لوگ ملت ایران کے رہنما ہیں۔ اور اگر ان میں سے تین چار آدمی جن کو ایران کے دشمنوں سے مدد ملتی رہی ہے عَلمِ مخالفت بلند کریں تو ان کی وجہ سے تمام علما کے طبقے کو مطعون اور بدنام نہیں کیا جا سکتا۔ ایران میں عوام ہی نہیں بلکہ شاہنشاہ اور حکومت بھی علماء کا پورا پورا احترام کرتے ہیں۔

حکومت کا عمل | مصنّف کا یہ کہنا کہ شاہنشاہ کی بلائی ہوئی کسانوں اور مزدوروں کی کانفرنس میں کسی نے اصلاحاتی پروگرام کی طرف توجہ نہیں دی، سفید جھوٹ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اطلاع دینے والوں کے آنکھ اور کان بند تھے۔ اور جو لوگ عورتوں کی آزادی کو خلافِ مذہب قرار دیتے ہیں وہ بدطینت، پسماندہ اور خود غرض ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ تمام اسلامی ممالک میں یہ حقوق پہلے ہی دیئے جا چکے ہیں۔

استصواب رائے | ۲۹ شعبان کو ملتِ ایران نے شاہنشاہ کی پیش کردہ اصلاحات کو تقریباً باتفاق آرا منظور کر لیا۔ حقیقت میں یہ ایران کے ساٹھ لاکھ نفوس کی طرف سے دشمنوں اور ان کے پٹھوؤں اور آزادی کے دشمنوں کے منہ پر ایک زبردست طمانچہ ہے۔ کیا آپ ان لوگوں کو مسلمان اور وطن پرست کہیں گے جنہوں نے مدرسے کے بچوں کی بسوں۔ لڑکیوں کی بسوں اور قومی لائبریری کو آگ لگا دی۔ لوگوں کی موٹروں کو جلا ڈالا۔ عورتوں اور بچوں پر حملے کیے۔ پولیس کے افراد کو زخمی اور قتل کیا سرکاری عمارات کو نذرِ آتش کر دیا۔ کونسا ایسا ظلم تھا جو انہوں نے نہیں کیا۔ مصنّف صاحب فرماتے ہیں کہ ایران کی دو کروڑ آبادی میں سے چند لاکھ افراد نے استصواب رائے میں شرکت کی۔ مصنّف کو معلوم ہو کہ اصلاحات کے حق میں رائے دینے والوں کی تعداد ساٹھ لاکھ تھی۔

ظلم کی انتہا | قم کے حادثے کے بارے میں مصنّف نے جو کچھ لکھا ہے وہ مصنّف کے تعصّب اور

عدم واقفیت پر مبنی ہے۔ نیز مشہد میں گرفتار ہونے والے علمار کے متعلق جو خبر درج کی گئی ہے وہ بے معنی اور بے بنیاد ہے۔

ایران میں علمار کو جو مرتبہ حاصل ہے وہ کسی اور شخص کو نہیں۔ خاص و عام سب ان کا احترام اور عزت کرتے ہیں ان کو عمل کی پوری پوری آزادی حاصل ہے اور رہے گی۔ ان میں سے اس وقت کوئی بھی قید میں نہیں ہے۔ ایران اس وقت اپنے عادل اور عاقل شاہنشاہ کی رہنمائی میں روز بروز ترقی کی طرف قدم اٹھا رہا ہے اور اس نے دنیا کے مترقی ممالک میں اپنا مقام حاصل کر لیا ہے۔ پارلیمنٹ نے پوری آزادی کے ساتھ علم گورنمنٹ پر اعتماد کا اظہار کیا ہے اور اس کے تمام اقدامات کو منظور کر لیا ہے جو اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ جاری شدہ اصلاحات کو حکومت کی پوری پوری حمایت حاصل ہے۔